© rasailojaraid.com

کرد علی کے مطابق ان کی پیدائش دمشق میں ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ ان کی
قفقاز کی ایک چرکی نسل کی خاتون تھیں۔ اس طرح ان کے خون میں چرکی
کردی خون کی آمیزش تھی۔ اور ان کا تعلق سامی نسل سے نہ بلکہ آری
ب سے تھا وہ کہتے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے والد
ان کا نام محمد اور عرف فرید تجویز کیا اس طرح وہ فرید کے نام سے مشہور
تے پلے چھ سال کی عمر میں انہیں پرائمری اسکول میں داخل کیا گیا۔ پرائمری اسکولوں
اس وقت ریاضی، جغرافیہ اور بنیادی سائنس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ کرد علی
ذہانت اسکول ہی سے نمایاں ہونے لگی۔ پرائمری اسکول کے بعد ان کا داخلہ ثانوی
اسکول میں کرایا گیا۔ ثانوی اسکولوں میں علوم کے ساتھ ساتھ ترکی اور فرانسیسی
دونوں زبانیں پڑھائی جاتی تھیں۔ ترکی زبان کی معاون کے طور پر فارسی بھی
پڑھائی جاتی تھی۔ فرانسیسی اسکولوں میں لازمی قرار دیدی گئی تھی لیکن اس کا
طریقہ تعلیم اچھا نہ تھا اس لئے لڑکوں میں زبان کا ملکہ نہیں پیدا ہو پاتا تھا۔ فرانسیسی
زبان کی اہمیت کے پیش نظر ان کے والد نے ان کے لئے فرانسیسی استاد کا الگ سے
انتظام کر دیا جس کی بدولت انہیں تین سال کی مدت میں اچھی خاصی فرانسیسی
آگئی، یہاں تک کہ وہ فرانسیسی سے عربی اور عربی سے فرانسیسی میں بلا تکلف ترجمہ
کرنے لگے۔ [۲] ان کی فرانسیسی دانی پر لوگوں کو حیرت ہوتی تھی۔ ثانوی تعلیم
انھوں نے دمشق میں حاصل کی، سائنس کے مقابلہ میں انہیں زبان و ادب سے زیادہ
دلچسپی تھی اس کی وجہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی نگاہ شروع ہی سے کمزور رہی۔

---

[۱]:۔ المذاکرات ج ۱۔ کرد علی ص ۵

[۲]:۔ خطط الشام ج ۶۔ کرد علی ص ۴۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیچا سا تھا جس کے مسائل کی تشریح اساتذہ جب تک بلیک بورڈ پر کرتے تھے تو اس کو وہ دیکھ نہ پاتے تھے جس کی وجہ سے ان کو سمجھنے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔[1] دمشق میں اعلیٰ تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا چنانچہ انہیں ثانوی تعلیم ہی پر اکتفا کرنا پڑا، اور وزارت خارجہ میں مترجم کی حیثیت سے ملازم ہو گئے۔ شام کی سرکاری زبان اس وقت ترکی تھی۔ دولت عثمانیہ کے تجارتی اور ثقافتی تعلقات فرانس سے بہت زیادہ تھے اس لئے وزارت میں فرانسیسی جاننے والی کی بہت قدر تھی، وزارتِ خارجہ میں ملازمت کے دوران انہوں نے فرانسیسی اور ترکی ادب کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اس طرح اعلیٰ تعلیم کے ایک خلا کو انہوں نے ذاتی محنت و مطالعہ سے پورا کر لیا۔[2] کرد علی کو عربی ادب کے ساتھ اسلامی علوم اور زبان فارسی پر بھی قدرت حاصل تھی، وہ بچپن میں شوخ مزاج اور چنچل واقع ہوئے تھے جس کی وجہ سے لوگ ان سے بہت مانوس ہو جاتے۔ ہم جولی لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان شوخ مزاجی، شرارت اور مختلف جانوروں، چڑیوں کی آواز نکالنے کی وجہ سے بہت جلد مقبول ہو جاتے۔[3] مزاج میں رنگینی اور شوخی کی وجہ سے ان کو بچپن ہی سے شعر و شاعری اور موسیقی سے غیر معمولی لگاؤ تھا۔ وہ خود لکھتے ہیں۔

"میں نے شعر و نظم سے اپنی زندگی کی ابتدا کی تو میرے استاد سید محمد مبارک نے اس سے مجھے روکا۔ ان کا خیال تھا کہ شعر کی لذت مجھے کہیں حصول علم سے غافل نہ کر دے۔ میں نے ان کے حکم کو مان لیا، جوانی میں میرے والد نے نصیحت کی کہ میں موسیقی کی دھنوں پر گانا چھوڑ دوں کیونکہ یہ چیز باوقار

---

[1] خطط الشام ج ۶، کرد علی، ص ۴۱۲

[2] ایضاً۔

[3] المذاکرات ج ۱، کرد علی، ص ۱۲/

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گھرانے میں حقیر سمجھی جاتی ہے تو یہ والد کے حکم کی وجہ سے موسیقی سے محروم ہوگیا، اگر ان دونوں کی نصیحت نہ ہوتی تو میں ان چیزوں کا ماہر ہوتا جو میرے لئے سامان دلبستگی ہوتیں میرے استاد نے مجھے لغت وانشار پردازی کی طرف مائل کیا اور میرے والد انہا پڑھ سکے۔ اس وجہ سے انہوں نے مجھے حصول تعلیم کی طرف راغب کیا۔ ؎۱

ڈاکٹر راشد ندوی صاحب کرد علی کے مزاج میں شاعری اور موسیقی کے اثرات کا یوں تذکرہ کرتے ہیں۔ "کرد علی کو شاعری اور موسیقی کے فن میں مہارت نہیں حاصل ہو سکی لیکن جہاں تک شاعری اور موسیقی کی روح اور اثر کا تعلق ہے وہ ان کے مزاج اور طبیعت کا جز بنی رہی جس کے اثرات ان کی تحریروں میں نمایاں ہیں، صحافتی زندگی میں انہیں ناکارہ حکام وسماج کی برائیوں، روایتی قدروں پر نقد وتبصرہ، چھیڑ چھاڑ میں بڑا مزا ملتا تھا۔ دوسرے واقعات کی تصویر اور توصیف میں ان کے قلم کو غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔ اپنی قوم کی تباہی اور پستی کا حال جہاں وہ ذکر کرتے ہیں ان کی تحریریں ربط وتسلسل، روانی اور شگفتگی کے ساتھ ساتھ سوز وگداز کا عجیب وغریب مرقع بن جاتی ہیں۔ اور پڑھنے والوں کو ان میں شاعر کا دل اور فنکار کا قلم نظر آتا ہے اس لئے وہ بحیثیت مورخ ادیب اور صحافی بہت کامیاب رہے"۔ ؎۲

کرد علی کے والد زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے کیونکہ ان کو وراثت میں غربت اور مفلسی ملی تھی اس وجہ سے ہوش سنبھالتے ہی ذریعۂ معاش کے حصول کے لئے انہوں نے تگ ودو شروع کردی اور بعد میں اس پوزیشن میں ہوئے کہ بیوی بچوں کا خرچ برداشت کرسکیں، لیکن ان کی شدید خواہش تھی کہ ان کی اولاد زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرے

؎۱: خطط الشام ج ۶، کرد علی ص ۱۲ ۴۱۳۔

؎۲: اسلام اور عصر جدید ۱۹۷۲ء ص ۳۰۔

© rasailojaraid.com

یہی وجہ ہے کہ کرد علی کی تعلیم و تربیت میں ہر طرح کے وسائل و ذرائع کو فراہم کرنے کی کوشش کرتے اور تمام تعلیمی اخراجات کو بہت خوش دلی سے برداشت کرتے، اپنے علمی اور ادبی دوستوں سے کرد علی کا تعارف کراتے تاکہ ان کا ذوق علمی اور ادبی بنے، اپنے والد کے ان ہی خصوصی اور قربانیوں کی بدولت کرد علی نے بچپن ہی میں کتابوں کی ایک چھوٹی سی لائبریری قائم کرلی تھی۔[1] اپنے اس علمی ذوق کی وجہ سے جب کرد علی وزارت خارجہ میں ملازم ہو گئے تو ادبی اور علمی ذوق کی تسکین کے لئے مختلف النوع کتابوں کا مطالعہ کرتے اور اہل علم کی صحبتوں سے استفادہ کرنے کی کوشش بھی کرتے۔ اس کا تذکرہ وہ یوں کرتے ہیں۔ "دفتر کے فرائض اور ذمہ داریوں کو پوری طرح نبھانے کے ساتھ ساتھ میں عربی ادب اور ثقافت سے مزید واقفیت حاصل کرتا رہا، اور اسی دوران میں نے فارسی بھی پڑھی۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کو بھول گیا۔ میری زندگی میں سب سے اہم موڑ اس وقت آیا جبکہ میرا ربط و تعلق سید محمد مبارک، شیخ سلیم بخاری، شیخ طاہر جزائری سے ہوا۔ طاہر جزائری کی بدولت مجھے قدماء کی اہم کتابوں سے واقفیت پیدا ہوئی۔ ان کی تربیت اور نگرانی میں مجھے اصلاحی اور اجتماعی کاموں اور بعد میں تالیف و تصنیف کا شوق پیدا ہوا۔ جدید علوم کی ترغیب و تلقین کے ساتھ ساتھ انہوں نے مجھے اسلامی تاریخ کے مفکرین اور مصلحین کے تصورات و رجحانات سے بھی واقف کرایا۔ اس طرح مجھے اپنے آباء و اجداد کے علمی سرمایے سے رغبت اور ان کی ذات سے عقیدت پیدا ہوئی۔"[2] جدید علوم اور عالمی رجحانات سے واقفیت انہیں فرانسیسی کتابوں اور جرائد سے ہوئی اور ماہر

---

[1] خطط الشام ج ۶ - کرد علی، ص ۴۱۳ -
[2] المذاکرات ج ۱، کرد علی ص ۲۰

© rasailojaraid.com

اسلامی کے سیاسی اور مذہبی رجحانات وافکار کا علم ترکی کتابوں اور وہاں کے جرائد ورسائل سے ہوا۔ فرانسیسی کے ایک ہفتہ وار رسالہ " رفیق دیہات " سے وہ بہت متاثر تھے۔ اس میں زیادہ تر زراعت کے متعلق تحریریں ہوتی تھیں۔ اور گاؤں کی زندگی وہاں کی اجتماعی مشکلات پر اچھے تبصرے ہوتے تھے۔ اس رسالہ کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں " میں اس رسالہ کو تفریح طبع کے لئے نہیں پڑھتا تھا۔ بلکہ اس کو اپنی ذہنی تربیت اور گاؤں کی زندگی سے حقیقی واقفیت کے لئے پڑھتا تھا۔ اس لئے اس کا مطالعہ سرسری طور پر نہیں بلکہ تحقیقی نظر سے کرتا تھا۔ [۱]

ترکی کے جرائد ورسائل کا بھی کرد علی پابندی سے مطالعہ کرتے تھے۔ جن کے ذریعہ انہیں ترکی کے مفکرین کے نظریات وافکار سے واقفیت ہوئی انیسویں صدی اور بیسویں صدی کی ابتداء تک عالم اسلام کی سیاست کو سمجھنے کے لئے ترکی کے جرائد کا مطالعہ ضروری تھا۔ اس کے علاوہ مغربی تہذیب وتمدن کے اثرات ترکی پر براہ راست پڑ رہے تھے۔ اس لئے مغربی فکر وثقافت کا علم بھی ترکی کی راہ سے ہوتا تھا۔ اس طرح جرائد ورسائل کے مطالعہ سے جہاں ان کو دنیا کے حالات کا صحیح علم ہوا وہیں ان کے دل میں صحافی زندگی کا شوق بھی پیدا ہوا اور ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ قومی خدمت کا اس زمانہ میں ذریعہ صحافت ہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے.. وزارت خارجہ سے استعفیٰ دے کر صحافت کے میدان میں قدم رکھا، اس طرح اب ان کی علمی زندگی کا پہلا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ انہوں نے اب زندگی کے اہم موڑ پر قدم رکھا ہے۔ جہاں سے دو الگ راستے شروع ہوتے ہیں۔ ایک پر چل کر انہیں عیش وعشرت، شہرت وعزت حاصل ہوتی اور دوسرے

---

[۱]:۔ المذاکرات ۱۷، کرد علی، ص ۵۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصائب و مشقت و تکلیف، بدنامی و ذلت پہلے راستے پر چلنے کے لئے انہیں کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ صرف یہ تھا کہ وہ صحافت کے دائرے کو محدود رکھیں۔ عوام اور ان کے مسائل سے اس کو قطع نظر کرکے حکام کے اشارہ پر حکومت کی پالیسی کی وکالت کریں لیکن کردعلی اپنی اسلامی حمیت، قومی غیرت، اور جودت طبع سے مجبور تھے کہ اس راہ پر نہ چلیں بلکہ دوسرے راستے کو اپنائیں، وہ اس کے انجام سے پوری طرح واقف تھے۔ ترکی حکام نے پہلے ان سے سودے بازی کی بڑی کوششیں کیں۔ لیکن جب اس میں مایوسی ہوئی تو اس نے جبر وتشدد کے وہ تمام طریقے استعمال کئے ممکن کے لئے کردعلی پہلے سے تیار تھے، لیکن ان کے قدم میں اس سے ذرہ برابر بھی لغزش نہیں ہوئی اور صبر و ثبات کے ساتھ اپنی صحافتی زندگی میں سرگرم رہے۔[1]

کردعلی کے اساتذہ۔

کردعلی نے اپنے علم وفن کا زیادہ حصہ اپنے ذاتی مطالعہ، تجربات ومشاہدات اور سیاحت سے حاصل کیا ہے یہی وجہ ہے کہ طاہر جزائری کے علاوہ انہوں نے اپنے اساتذہ میں کسی کا تفصیلی ذکر نہیں کیا ہے۔ خطط الشام میں انہوں نے سلیم بخاری اور سید مبارک کا تذکرہ بہت سرسری کیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عام طلبا کی طرح انہوں نے بھی ان لوگوں سے رسماً تعلیم حاصل کی ہے اور ان کے دل پر ان لوگوں کی شخصیت اور علم وفضل کا کوئی ایسا نقش نہیں ہے جو قابل ذکر ہو، البتہ جزائری کا تذکرہ جہاں کرتے ہیں وہاں ان کی تحریر میں عقیدت ومحبت اور اخلاص وامتنان کے موتی بکھرتے چلے جاتے ہیں، تذکرے میں وہ اتنی درازیٔ نفس اور طول بیانی سے کام لیتے ہیں کہ

---

[1] المذاکرات ج ۱، کردعلی، ص ۳۵۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی زندگی کا ایک ایک گوشہ کھول کر رکھ دیتے ہیں اور پھر بھی تشنگی باقی رہتی ہے تو ان کی خلوت و جلوت، معمولات زندگی، حرکات و سکنات، طرز تکلم، اکل و شرب کے انداز اور لباس و معاشرت کی بوالعجبیوں کے تذکرے سے بھی ان کا قلم باز نہیں رہتا۔ ساتھ ہی ان کی تصویر کشی کردمی کے قلم سے اتنی جاندار اور دیدہ زیب ہوتی ہے کہ صفحۂ قرطاس پر ان کی شخصیت چلتی پھرتی اور حرکت کرتی نظر آتی ہے۔ کمو ز کم الاحدادہ میں انہوں نے جزائری کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ ادب و بیان کا اعلیٰ مرقع ہے، اور تصویر کشی کا شاہکار بھی ان کی شخصیت کا تفصیلی تعارف آگے آئے گا۔ پہلے ہم سلیم بخاری کا تعارف کراتے ہیں:۔

سلیم بخاری :۔

سوریا کی فکری اور اصلاحی تحریک میں جن لوگوں نے اہم کردار ادا کیا ہے ان میں سلیم بخاری کا بھی شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے جمود و تعطل کے بجائے تجدد اور روشن خیالی کی دعوت دی۔

سلیم بخاری کی پیدائش دمشق میں ہوئی اور وہیں ان کا انتقال بھی ہوا، شیخ نے اپنی ابتدائی تعلیم کے درمیان ترکی زبان کو سیکھا اس کے بعد اپنے دور کے اہم علماء سے زبان و ادب اور دینی امور کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد تقریباً چار سال تک منصب افتاء پر فائز رہے۔ وہ دینی اور سیاسی امور میں اپنے بے باک اصلاحی خیالات کی وجہ سے مشہور تھے۔ سنجیدگی اور وقار ان کا شیوہ تھا۔ انہوں نے متعدد کتابوں کی تصنیف کی جن میں "حل الرموز فی عقائد اللہ وزنہ و آداب البحث والمناظرۃ" قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے نوادر مخطوطات کا ایک بیش قیمت کتب خانہ بھی جمع کیا۔ اپنے اصلاحی خیالات میں شدت کی وجہ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عثمانی دو حکومت کے آخری مرحلے میں ان کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو جیل کے حوالہ کیا گیا۔ اور ان کے پیارے بیٹے جلال الدین کو پھانسی دی گئی لیکن شیخ عدالت سے بری قرار دیئے گئے اور ان کو ملک بدر کر دیا گیا، جب عثمانی حکومت زوال پذیر ہوئی تو وہ دوبارہ ملک واپس آ گئے اور "المجمع العلمی العربی" کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں علماء کے رئیس مقرر ہوئے اور آخری عمر میں گوشہ نشین ہو گئے۔ اور مطالعہ، تعلیم و تدریس کو اپنا مشغلہ بنا لیا۔ سلہ

محمد طاہر علی جزائری:۔

کرد علی کے اساتذہ میں شیخ طاہر علی جزائری کا ایک نمایاں اور منفرد مقام ہے خود کرد علی اپنے اساتذہ میں جزائری کی علمی گہرائی و گیرائی اور اخلاق و سیرت سے غیر معمولی طور پر متاثر تھے۔ ان کے پند و نصائح اور احکام و فرامین کو حرز جان بنا لیتے۔ اور اپنی زندگی کو ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے۔ شیخ سے اپنی ملاقات اور تعارف کا تذکرہ وہ بہت دل چسپ انداز میں کرتے ہیں۔ "کلاس میں مجھے عجیب و غریب منظر نظر آیا۔ میں نے ایک ایسے شیخ کو دیکھا جس کو اس سے قبل نہ دیکھا تھا، کلاس میں جب لڑکے ایسی حرکتیں کرتے جو ان کو ناپسند ہوتی تو خطا وار کے سر پر جبہ کے دامن سے مارتے، مارنے کا یہ انداز مجھے بڑا عجیب معلوم ہوا۔ میں نے ان کا تعارف چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ انسپکٹر آف اسکولس ہیں۔ ہمارے استاد سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور ان کو سبکدوش کرنے کی قدرت بھی، میں نے دل میں کہا کاش میں بھی ایسا ہوتا۔ یہ انسپکٹر شیخ طاہر علی جزائری تھے، جن سے بعد میں میرے بہت

سلہ:۔ الاعلام ج ۳، ص ۱۷۶، ۱۷۷، معجم المولفین ج ۴، ص ۲۴۳، ۲۴۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گہرے مراسم ہوئے اور تاحیات برقرار رہے۔ ؎۱

طاہر جزائری ایک بڑے عالم، فقیہ، فلسفی، مربی اور مصلح تھے الا کو زبانوں کے ساتھ فرانسیسی، سریانی، عبرانی، فارسی، ترکی اور بربری زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔ علوم میں ریاضی، طبیعات، فلکیات، تاریخ، آثار قدیمہ کو علمائے ترک سے حاصل کیا۔ اور ان میں مہارت پیدا کی، زبان کے علوم مثلاً شریعت، تراجم عرب، انساب شعر و ادب، عروض و بلاغت میں بھی اتقان پیدا کیا۔ مشرق کے علاوہ مغربی ممالک کا علمی سفر کیا۔ اور وہاں کے کتب خانوں اور مخطوطات سے استفادہ کیا۔ جزائری کی شخصیت علم و ادب کے ساتھ حریت رائے، آزادی فکر و خیال۔ اور حمیدی ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھانے کی وجہ سے کافی مشہور ہو چکی تھی۔ ؎۲

کرد علی شیخ جزائری سے غیر معمولی محبت و الفت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

"میں اپنے اساتذہ میں بالخصوص طاہر جزائری، سید محمد مبارک۔ اور سلیم بخاری سے مدتوں متعلق رہا ان سے ادب و انشاء، لغت و زبان، فقہ و تفسیر، تاریخ و فلسفہ کی ڈھیر ساری کتابوں کا علم حاصل کیا، لیکن میرے اجتماعی اور اصلاحی خیالات کے محرک اور روح رواں، تصنیف و تالیف کے رہبر۔ ہمارا اور آباء و اجداد کے آثار و کتب کی تحقیق و تدوین کا ذوق پیدا کرتے ہیں۔ سب سے بڑا ہاتھ طاہر جزائری کا رہا ہے۔ ؎۳

جزائری کی شخصیت ہی نے میری رہنمائی کی، کہ ادب، تاریخ اور سماجیات

؎۱۔ المذاکرات ج۱، کرد علی، ص ۱۱

؎۲۔ المحافظۃ والتجدید فی النثر العربی فی مائۃ عام، انور الجندی، ص ۲۸۷۔

؎۳۔ خطط الشام ج۶۔ کرد علی ص ۱۲۴

© rasailojaraid.com